مزارات بنانے کا حکم اور حدیثِ پاک "میری قبر کو عید گاہ نہ بنالینا" کی وضاحت

(دعوتِ اسلامی) دار الافتاء اہلسنت
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:FSD-10050 تاریخ:23-06-2026

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا کہ میری قبر کو عید گاہ مت بنالینا، اسی طرح اونچی قبروں کو مسمار کرنے کا حکم دیا گیا، تو اتنے بڑے بڑے مزارات کیوں بنائے جاتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

سوال میں دو احادیث کی طرف اشارہ کیا گیا۔ پہلے بالترتیب اُن احادیث کو شرح کے ساتھ ذکر کیا جائے گا اور آخر میں صدیوں سے بننے والے علماء و مشائخ کے مزارات کی حکمتِ دینیہ کو بیان کیا جائے گا۔

قبر کو عید گاہ نہ بنانے کا مطلب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنی قبر مبارک کو عید گاہ بنانے سے منع فرمایا، لیکن اِس سے مراد کیا ہے، شارحین حدیث نے دو مرادیں بیان فرمائیں۔ (1) جیسے عید گاہ میں سال میں صرف دو بار جایا جاتا ہے، میری قبرِ مبارک کو یوں نہ بنانا، بلکہ باادب انداز میں کثرت سے حاضری دیتے رہنا۔ (2) عید گاہ بنانے کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کی زیارت کے لیے جمع ہوتے اور عید کے دن کی طرح کھیل تماشے اور سرور و مستی میں مشغول ہو جاتے،

تم ایسے مت کرنا، بلکہ ادب واحترام اور حشمت واکرام کے ساتھ میری قبر پر حاضر ہونا۔

سنن ابو داؤد میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”لا تجعلوا بيوتكم قبورا، ولا تجعلوا قبري عيدا، وصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم“ ترجمہ: اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ اور نہ ہی میری قَبر کو عید بناؤ، تم چاہے جہاں بھی ہو مجھ پر درودِ پاک پڑھا کرو، بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، جلد03، صفحہ385، مطبوعہ دار الرسالۃ العالمیہ، بیروت)

عید نہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ باادب طریقے سے ”بار بار“ آتے رہنا، عید کی طرح سال میں دو بار مت آنا، چنانچہ، ”شرح سنن أبي داود لابن رُسلان“ میں ہے: ”يحتمل أن يراد الحث على كثرة زيارته، ولا يجعل كالعيد الذي لا يؤتى في العام إلا مرتين فقط“ ترجمہ: روایت میں یہ احتمال ہے کہ کثرت سے زیارت کرنے کی ترغیب دی جائے اور اسے عید کی طرح نہ بنایا جائے، جہاں سال میں صرف دو ہی بار جایا جاتا ہے۔

(شرح سنن أبي داؤد لابن رسلان، جلد09، صفحہ240، مطبوعہ دار الفلاح، مصر)

دوسرا احتمال ”شرح مصابیح السنۃ“ میں یوں بیان کیا گیا: ”لا تجعلوا قبري؛ أي: زيارةَ قبري "عيدًا" نهاهم عن الاجتماع لها اجتماعَهم للعيد زينةً ونزهة، كانت اليهود والنصارى يجتمعون لزيارة قبور أنبيائهم ويشتغلون باللهو والطرب“ ترجمہ: میری قبر کو مت بناؤ یعنی میری قبر کی زیارت کو عید نہ بناؤ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وہاں اس طرح اکٹھے ہونے سے منع فرمایا، جیسے لوگ عید کے لیے سجاوٹ اور تفریح کی غرض سے جمع ہوتے ہیں، کیونکہ یہودی اور عیسائی اپنے انبیاء کی قبروں کی زیارت کے لیے جمع ہوتے تھے اور کھیل تماشے اور مستیوں میں مشغول ہو جاتے تھے۔

(شرح مصابیح السنۃ لابن الملك الحنفي، جلد02، صفحہ31، مطبوعہ إدارۃ الثقافۃ الإسلامیۃ)

اِن دونوں شروحات کو ایک ساتھ ”مراۃ المناجیح“ میں یوں نقل کیا گیا: اپنے گھروں کو قبرستان کی طرح اللہ پاک کے ذِکر سے خالی مت رکھو، بلکہ فَرائض مسجدوں میں اَدا کرو اور نوافل گھر میں۔ (اور) جیسے عید گاہ میں سال میں صرف 2 بار جاتے ہیں، ایسے میرے مَزار پر نہ آؤ، بلکہ اکثر حاضِری دیا کرو یا، جیسے عید کے دن کھیل کود کے لیے میلوں میں جاتے ہیں، ایسے تم ہمارے روضے پر بے اَدَبی سے نہ آیا کرو، بلکہ با اَدَب رہا کرو۔

(مراۃ المناجیح، جلد02، صفحہ101، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

اونچی قبر برابر کرنا:

اونچی قبر برابر کرنے کے متعلق ”سنن الترمذی“ میں ہے: ”أن عليا قال لأبي الهياج الأسدي : أبعثك على ما بعثني به النبي صلى الله عليه وسلم؛ أن لا تدع قبرا مشرفا إلا سويته ولا تمثالا إلا طمسته“ ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوالہیاج اسدی سے فرمایا: میں تمہیں ایک ایسے کام کے لیے بھیج رہا ہوں جس کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روانہ کیا تھا: تم جو بھی ابھری قبر ہو، اسے برابر کیے بغیر اور جو بھی مجسمہ ہو، اسے مسمار کیے بغیر نہ چھوڑنا۔

(سنن الترمذی، جلد02، صفحہ354، مطبوعہ دار الغرب الاسلامی، بیروت)

اِس روایت کے تحت مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رَحمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مختلف عربی شروحات کا ایک جگہ جامع خلاصہ کیا، چنانچہ آپ لکھتے ہیں: **”خیال رہے کہ یہاں قبروں سے یہود و نصاریٰ کی قبریں مراد ہیں، نہ کہ مسلمانوں کی، چند وجہ سے:**

(1) ایک یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں صحابہ کرام کی قبریں اونچی کیسے بن گئیں، جنہیں مٹانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بھیجا، کیونکہ ان بزرگوں کا کفن دفن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اور آپ کی اجازت سے ہوتا تھا۔ (2) دوسرے یہ کہ قبر کو فوٹو و مجسمہ سے کیا نسبت، مسلمانوں کی قبروں پر نہ فوٹو ہوتے ہیں نہ مجسمہ، ہاں

عیسائیوں کی قبریں بہت اونچی بھی ہوتی ہیں اور ان پر میت کا مجسمہ یا فوٹو بھی ہوتا ہے۔(3) تیسرے یہ کہ مسلمان کی قبر زمین کے برابر نہیں کی جاسکتی، بلکہ وہ ایک بالشت یا ایک ہاتھ اونچی رکھی جائے گی اور یہاں برابر کر دینے کا حکم ہے۔(4) چوتھے یہ کہ اس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو مسجد نبوی کی تعمیر کے باب میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی قبریں اکھیڑ نے کا حکم دیا تو اکھیڑ دی گئیں، اسی کام کے لیے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ مامور ہوئے تھے۔ (5) پانچویں یہ کہ فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث پر عنوان قائم کیا کہ کیا مشرکین جاہلیت کی قبریں اکھیڑی جاسکتی ہیں، یعنی ان کے علاوہ نبیوں اور ان کے متبعین کی نہیں، کیونکہ ان کی قبریں اکھیڑ نے میں ان کی توہین ہے۔(6) چھٹے یہ کہ اسی فتح الباری میں تھوڑی دور جاکر فرمایا حدیث سے معلوم ہوا کہ مملوکہ مقبرے میں تصرف جائز ہے اور پرانی قبریں اکھیڑ دینا، جائز ہیں، بشرطیکہ وہ قبریں حرمت والی نہ ہوں۔(7) ساتویں یہ کہ مسلمان کی اونچی قبر بنانا منع ہے، لیکن اگر بن گئی ہے تو اسے گرانا ناجائز کہ اس میں قبر اور صاحب قبر کی اہانت ہے۔ جب مسلمان کی قبر سے تکیہ لگانا، اس پر چلنا پھرنا منع ہے تو اس پر پھاوڑے چلانا کب جائز ہو گا، جیسے چھوٹے سائز کے قرآن شریف و حمائلیں چھاپنا منع ہے لیکن اگر چھپ چکے ہوں تو انہیں جلانا حرام۔(8) آٹھویں یہ کہ بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقًا ہے حضرت خارجہ فرماتے کہ ہم زمانہ عثمانی میں تھے اور ہم سے بڑا بہادر وہ تھا جو عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا۔ معلوم ہوا کہ وہ قبر اتنی اونچی بنائی گئی تھی جسے پھلانگنا دشوار تھا اور یہ قبر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنائی تھی۔(9) نویں یہ کہ ابھی مشکوۃ شریف میں حدیث آئے گی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ابن مظعون کی قبر کے سرہانے کی طرف ایک اونچا پتھر لگایا جس کی شرح حضرت خارجہ کی حدیث نے کر دی کہ وہ اتنا اونچا تھا جسے پھلانگنا دشوار تھا۔ بہر حال اگر یہاں مسلمانوں کی قبریں مراد ہوں تو یہ حدیث بہت احادیث کے خلاف ہو گی اور اس

میں ایسی مشکلات پیدا ہوں گی جو حل نہ ہو سکیں گی۔
(مرأۃ المناجیح، جلد02، صفحہ488، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

مزاراتِ اولیاء کی تعمیر:

اوپر مذکور دونوں حدیثیں اور اُن کے تحت کلماتِ شارحین نے واضح کر دیا کہ عید گاہ نہ بنانے کا بھی ایک خاص تناظر (Context) ہے اور قبر کو برابر کرنا بھی مخصوص محمل رکھتا ہے۔ اِن دونوں روایات کو بنیاد بنا کر ائمہ دین اور بزرگانِ اسلام کے مزارات پر اعتراض اٹھانا، ہرگز انصاف نہیں، بلکہ مزاراتِ اولیاء پر نکتہ چینی کرتے رہنا بدباطن ہونے کی دلیل ہے۔ الغرض صدیوں سے سینکڑوں نہیں، بلکہ ہزاروں مشائخ دینیہ کے دنیا بھر میں بننے والے مزارات اور اُن پر خوبصورت گنبدوں کی تعمیر، مباح اور بدعتِ حسنہ ہیں۔ مزار یا گنبد بنانے سے صاحبِ مزار کی عظمت و حشمت کو عام لوگوں کے دلوں میں بڑھانا مقصود ہوتا ہے اور اِس میں یقیناً کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔ بلکہ سراسر خیر پر مشتمل ہے، کیونکہ جب مزار کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے، تو لوگ اُن بزرگانِ دین کی بارگاہوں میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دستِ دعا دراز کرتے، ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھتے، تلاوتِ قرآن کرتے، اپنی آخرت کی فکر کرتے اور اُن بزرگانِ دین کے توسُّل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں۔ یہ تمام کام یقیناً اللہ کریم کو راضی کرنے والے اور اُس کا قرب عطا کرنے والے ہیں۔ **اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھیں کہ** سوال میں مذکور حدیث میں قبر کے متعلق بات کی ہے جبکہ گنبد قبر نہیں ہوتا، بلکہ اس کے اوپر ایک جداگانہ عمارت ہوتی ہے۔ گنبد کے خلاف کوئی جداگانہ دلیل دی گئی تو اس کا جداگانہ جواب دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

عمارتِ مزار تعمیر کرنے کے مباح ہونے کے متعلق علامہ طاہر حنفی گجراتی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (وِصال:986ھ/1578ء) لکھتے ہیں: ”أباح السلف البناء على قبور الفضلاء الأولياء والعلماء

لیزورھم الناس ویستریحون فیه "ترجمہ: ائمہ سلف صالحین نے اصحاب فضل اولیائے کرام اور علمائے اسلام کی قبروں پر مزار بنانے کو مباح قرار دیا، تاکہ عام لوگ زیارت کے لیے حاضر ہوں اور راحت پائیں۔ (مجمع بحار الانوار، جلد5، صفحہ579، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارِف العثمانیہ)

اگرچہ یہ تعمیرِ مزار خیر القرون سے نہیں، مگر بدعتِ حسنہ ہے، چنانچہ عارف باللہ، حضرت عبدالغنی نابُلسی حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:1143ھ/1730ء) لکھتے ہیں: "من تعظیمھم بناء القباب علی قبورھم وعمل التوابیت لھم من الخشب حتی لا تحتقرھم العامة من الناس، وإن کان ذلك بدعة، فھي بدعة حسنة "ترجمہ: اولیائے کرام رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْھِم کی قبروں پر گنبد بنانا، اور ان گنبدوں کے لیے اعلیٰ قسم کی لکڑی کے تابوت بنانا، تاکہ عوام الناس ان کو بے ادبی کی نگاہ سے نہ دیکھیں، یہ بھی اُن کی تعظیم ہی ہے، اگرچہ یہ بدعت ہے، لیکن بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت ہے۔

(کشف النور عن اصحاب القبور، صفحہ44، مطبوعۃ، دار الآثار الاسلامیہ)

مفتی دیارِ مصر، شیخ عبدالقادِر رافعی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:1323ھ/1905ء) نے لکھا: "أن البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمی سنة، فبناء القباب علی قبور العلماء والأولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبورھم أمر جائز، إذا کان القصد بذلك التعظیم في أعین العامة، حتی لا یحتقروا صاحب ھذا القبر "ترجمہ: وہ اچھی بدعت کہ جو مقاصِدِ شرع کے موافق ہو، اُسے اچھے طریقے سے تعبیر کیا جاتا ہے، لہٰذا اہلِ علم، اولیائے کرام اور صالحین کے مزارات پر گنبدوں کی تعمیر ہونا، یونہی اُن کی قبروں پر چادروں کو چڑھانا اور عمامے رکھنا، جائز کام ہے، مگر اُس صورت میں کہ جب اِن اُمور کا مقصد عام لوگوں کی نظر میں صاحبِ مزار کی عظمت بڑھانا ہو، تاکہ عام لوگ کسی بھی طرح کی بے ادبی سے باز رہیں۔

(تقریرات الرافعی مع ردالمحتار، جلد03، صفحہ170، مطبوعہ کوئٹہ)

امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:1340ھ/1921ء) بحوالہ "جواھر

اخلاطی" نقل کرتے ہیں: "ھو وان کان احداثا فھو بدعۃ حسنۃ و کم من شیئ کان احداثاً وھو بدعۃ حسنۃ و کم من شیئ یختلف باختلاف الزمان والمکان "یعنی یہ اگرچہ نئی چیز ہے، پھر بھی بدعت حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں ہیں کہ نئی پیدا ہوئیں اور ہیں اچھی بدعت، اور بہت احکام ہیں کہ زمانے یا مقام کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد 09، صفحہ 494، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اِس عبارت کو نقل کرنے کے بعد ذاتی تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: کیا ائمہ دین نے نظر بحال زمانہ جو حکم فرمایا، اُسے حدیث کی مخالفت کہا جائے گا؟ حاشا للہ! ایسا نہ کہے گا مگر احمق، کج فہم، یوں ہی یہ تازہ تعظیموں کے احکام ہیں۔ سلف صالحین کے قلوب تعظیم شعائر اللہ سے مملو تھے۔ ظاہری تزک واحتشام کے محتاج نہ تھے، تو ان کے وقت میں یہ باتیں عبث و بے فائدہ تھیں اور ہر عبث مکروہ۔ اور اس میں مال صرف کرنا ممنوع، **اب کہ بے تزک واحتشام ظاہری قلوب عوام میں وقعت نہیں آتی، ان باتوں کی حاجت ہوئی۔** (فتاوی رضویہ، جلد 09، صفحہ 495، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اِس موضوع پر علامہ عبد الغنی نابُلُسی حنفی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ کی کتاب "کشف النور عن اصحاب القبور" کا ضرور مطالعہ کیجیے، آپ نے اِس کتاب میں کرامات اولیاء کا ثبوت، حضرات اولیاء کی قبور پر مزارات بنانا، ان کی تعظیم کرنا، ان پر چادریں چڑھانا اور نذر و نیاز کرنا وغیرہا امور کے متعلق اسلامی عقائد و شرعی احکام کو بہترین اور تحقیقی انداز میں بیان فرمایا ہے۔

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

07 محرم الحرام 1448ھ/23 جون 2026

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com کے ذریعے کی جا سکتی ہے